ساجد حمید

صبر کیا ہے، اسے کیسے حاصل کریں؟

(۴)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

مواقع صبر

اس دنیا میں ہم پر خوشی آئے یا غم ہم آزمایش میں ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ ہمیں ہر آزمایش میں صبر کرنا ہے، یعنی صحیح رائے و عمل اور اخلاق پر قائم رہنا ہے تو اصل بات یہی ہے۔ ہماری مراد یہ ہے کہ آپ ہر لحظہ آزمایش میں ہیں، جب آپ پر خوشی آئے تو آپ نے اس خوشی میں بھی صحیح رائے و عمل اور اخلاق پر قائم رہنا ہے۔ اور جب آپ پر غم آئے تو تب بھی۔ دنیا کی ساری آزمایشوں کا استقصا ممکن ہے، مگر ہم اس کے چند اہم پہلوؤں کو آگے بیان کریں گے تاکہ آپ کے سامنے اس کے چند پہلو آجائیں۔ پہلے ہم عملی زندگی سے متعلق کچھ اہم آزمایشیں بیان کریں گے اور بعد میں ذہنی آزمایشوں سے متعلق۔

عملی آزمایشیں

صدمہ و مصیبت

صبر کے مواقع میں سب سے عام صدمہ کا موقع ہے۔ صدمے کئی قسم کے ہو سکتے ہیں۔ جیسے قرآن نے ان کا احاطہ کیا ہے کہ 'نقص من الاموال و الانفس و الثمرات' (البقرہ ۲: ۱۵۵) یعنی

۱۔ مال

۲۔ جان اور

۳۔ ثمرات میں کمی کرکے۔

کمی کرنے کے دو پہلو ہیں۔ کم دینا اور دیے ہوئے میں سے چھین لینا۔ مثلاً مال میں کمی سے مراد چوری ڈاکے اوراس طرح کے کسی حادثے سے دوچار کرکے دیے ہوئے مال کو چھین لینا بھی ہے اور غریب رکھنا بھی ہے۔

جان میں کمی سے مراد کسی عزیز کی جان لینا۔ جیسے ماں باپ، بیوی بچوں یا بھائی بہنوں کی وفات بھی ہے اور اولاد وغیرہ سے محروم رکھنا بھی۔

اسی طرح ثمرات میں کمی سے مراد آدمی کی محنت کے پھل لانے میں توقع سے کم پھل لانا ہے، یا بالکل ہی ضائع ہو جانا ہے۔ جیسے سورۂ قلم میں ایک مثال میں یہ بتایا گیا ہے کہ چند دوستوں کے باغ کو رات کے وقت کسی آفت نے آلیا اور اسے راکھ کرکے رکھ دیا تھا۔ ثمرات میں تمام وہ چیزیں آجائیں گی جن میں محنت کے بعد کسی چیز کو حاصل کیا جانا مقصود ہو۔ جیسے فصل کی کاشت، کاروبار کا نفع، معاشرے میں کسی منصب و مقام کی طلب، میدان جنگ یا کھیل میں شکست وغیرہ۔ صدمات کے بالعموم یہی تین پہلو ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سارے پہلو ہو سکتے ہیں، جیسے کسی خواہش کا پورا نہ ہونا جس کے حصول کے لیے محنت نہ کی گئی ہو وغیرہ۔ مگر ان کی حیثیت توابع کی سی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں میں ہمیں آزمانے کے لیے یا دوسرے کئی اور مقاصد کے لیے چھوٹے بڑے صدمات سے دوچار کرتے ہیں۔ ہمیں ان صدمات میں کامیابی کے لیے صبر کرنا ہے۔ اور صبر میں بنیادی مطلوب یہی ہے کہ ہم ایمان و تقویٰ اور اخلاق پر قائم رہیں۔

احادیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بیان مروی ہے کہ ’الصبر عند صدمة الاولی‘، صدمات میں صبر یہ نہیں ہے کہ رونے پیٹنے اور خدا سے شکوہ شکایت کے بعد صبر کیا جائے، بلکہ صبر یہ ہے کہ صدمہ کے آغاز ہی میں صبر کیا جائے۔

اس منزل کو پانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم یہ جان لیں کہ یہ صدمات ہمارے لیے لکھی گئی تقدیر کا حصہ ہیں۔ یہ ہمارے بارے میں ہمارے رب کا فیصلہ ہے۔ اس کا فیصلہ جس نے ہمیں زندگی دی ہے۔ طرح طرح کی نعمتوں سے نوازا ہے۔ مال و اولاد دی ہے۔ کاروبار اور کاشت میں برکت دی ہے اس نے اگر آج کوئی چیز چھین لی ہے تو کیا ہوا۔ اسی نے دیا تھا اسی نے لے لیا۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

مصیبت سے مراد ہر وہ چیز ہے جو ہمارے لیے باعث تکلیف ہے۔ قرآن مجید نے سورۂ بقرہ میں ان کو دو جگہ بیان کیا ہے۔ واضح رہے کہ درج ذیل سورۂ بقرہ کی آیت ۱۵۵ میں جس امتحان کا ذکر ہے وہ اگرچہ براہ راست صحابہ رضوان اللہ علیہم سے متعلق ہے۔ ہم یہاں صرف اس لیے اس کا ذکر کر رہے ہیں کہ مصیبت کے پہلو ہمارے سامنے آجائیں:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ، وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ. (البقرۃ ۲:۱۵۵)	''بے شک ہم تمھارا امتحان کریں گے، کسی قدر خوف، بھوک، اور مالوں، جانوں اور پھلوں کی کمی سے۔ اور ثابت قدموں کو خوش خبری سنا دو۔''

دوسرے مقام پر یوں بیان آیا ہے:

وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ. (البقرہ ۲:۱۷۷)	''وہ لوگ جو فقر و فاقہ، جسمانی تکالیف، اور جنگ میں ثابت قدم رہنے والے ہوں۔''

یعنی مصیبت خوف (اور ذہنی تکالیف)، بھوک (فقر و فاقہ)، مال و ثمرات میں کمی، جان (اور جنگ و جہاد کی سختی) اور جسمانی تکالیف مراد ہیں۔ یہ بھی صدمات کی طرح آزمایش کے لیے آتی ہیں۔ جو لوگ مصائب پر صبر کرتے ہیں ان کے لیے اعلیٰ مقامات اور جنت کی خوشخبری ان آیات میں دی گئی ہے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

برا رویہ سامنے آنا

بسا اوقات ہم لوگوں کے ساتھ نیکی کرتے ہیں، مگر وہ ہمارے ساتھ اچھے رویے سے پیش نہیں آتے۔ یا ایسے لوگ بھی مل جاتے ہیں کہ جان پہچان کے نہ ہونے کے باوجود نہایت برے طریقے سے ملیں گے۔ یا جن کے ساتھ ہماری واقفیت تو ہے، مگر ان کا رویہ ہمارے ساتھ برا ہو۔ ایسے مواقع پر صبر سے مراد حلم و بردباری سے کام لینا ہے۔

دوسروں کو معاف کرنا اور مناسب موقع پر ان کی اصلاح کرنا یہ آپ پر لازم ہے۔ جن لوگوں کا رویہ آپ کی کسی غلطی یا رویے سے برا ہوا ہے، ان سے آپ کو معافی کا خواستگار ہونا چاہیے۔ اور جن لوگوں نے آپ کو بلاوجہ برے ہاتھوں لیا ہے، ان سے درگزر کا رویہ ضروری ہے۔ قرآن مجید کا فرمان ہے:

''جس نے صبر کیا، اور معاف کر دیا تو بے شک ایسا کرنا کارِ عزیمت ہے۔'' (الشوریٰ ۴۲:۴۳)

اس آیت میں قرآن مجید نے نہ صرف یہ کہ یہ تسلیم کیا ہے کہ ایسا کرنا ایک نہایت مشکل کام ہے، بلکہ یہ بھی کہا ہے کہ یہ عزیمت کے کاموں میں سے ہے۔ گویا ایسا کرنے والا صاحب عزیمت ہے اور اسے اجر و ثواب بھی اتنا ہی

زیادہ ملے گا۔

ہماری زندگی کے کئی دائرے ہیں، مثلاً گھر، بازار، دفتر، معاشرہ وغیرہ ان سب میں ہمیں مختلف مواقع پر برے رویوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جیسے گھر میں آپ کی حیثیت میاں کی ہو یا بیوی کی، ماں کی ہو یا باپ کی، ساس کی ہو یا بہو کی، والد کی ہو یا بیٹے کی، والدہ کی ہو یا بیٹی کی ہر صورت میں کسی نہ کسی وقت ہمیں کسی غلط رویہ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان غلط رویوں پر ہمارا معاملہ حکمت و دانائی کے ساتھ اصلاح کرنے کا ہے یا ضبط و حوصلہ کے ساتھ درگزر کرنے کا ہے۔

باطل کا ظہور

ہماری زندگیوں میں کبھی یہ صورت آسکتی ہے کہ حق پر قائم رہنا ممکن نہ ہو۔ ایسی صورت بالعموم فتنہ اور طوائف الملوکی کے زمانے میں پیدا ہوتی ہے۔ ہمارے لیے اس میں دو اسوہ ہیں۔ ایک انبیا کرام کا اور دوسرا اصحاب کہف کا (الکہف ۱۸: ۵)۔

پہلا رویہ اصلاح کی کوشش کا ہے۔ اور دوسرا اسوہ ان لوگوں کا ہے جن کے لیے نہ اصلاح کرنا ممکن رہا اور نہ اپنے فتنہ زدہ معاشرے میں قیام کے دوران میں حق پر قائم رہنا ممکن رہا۔ حدیث میں بھی انھی دونوں رویوں کا پتا چلتا ہے۔

مصلح کا رویہ

فتنہ زدہ معاشرے میں رہتے ہوئے ہماری بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اس کی اصلاح کریں۔ اس اصلاح کو ہمیں اپنی موت تک باقی رکھنا ہے، الا یہ کہ اس معاشرے میں قیام کے معنی ہی یہ ہو جائیں کہ ہمیں ایمان اور نیکی کو ترک کرنا پڑے۔ تو اس صورت میں بلاشبہ احادیث مبارکہ میں بھی آیا ہے کہ اصحاب کہف والا رویہ اختیار کیا جائے، مگر جب آپ آزادی سے ہر مذہبی عمل کر سکتے ہوں۔ اس وقت تک آپ پر معاشرے کی اصلاح کی ذمہ داری ہے۔ نہ صرف یہ کہ آپ اپنے آپ کو صالح رکھیں، بلکہ اپنے ماحول میں تواصی بالحق کی ذمہ داری ادا کر کے اسے نیکی پر قائم رکھنے کی کوشش کریں۔ یہ عام آدمی کی ذمہ داری ہے علما اور حکومت کی ذمہ داری اس سے بڑھ کر ہے وہ انھیں ادا کرنی ہے۔

اصحاب کہف کا رویہ

اصحاب کہف نے اپنا ملک اس وقت چھوڑا اور غار میں پناہ لی جب ساری قوم ان کے درپے آزار ہو گئی تھی۔ ایسی

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

صورت کے بغیر یا اس صورت کے بغیر جو احادیث میں بیان ہوئی ہے کہ آدمی کا ایمان پر قائم رہنا ہی ناممکن ہو جائے تو اس وقت اپنے ملک و علاقے کو چھوڑنا چاہیے ورنہ جہاں اللہ نے پیدا کیا اور پالا پوسا ہے اصل میں آپ کا مورچہ وہی ہے۔ اس میں خدا کے حضور جواب دہی میں سرخ روئی کے لیے جو ہو گا کیا جائے۔

یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ اس دور میں یہ فتنہ بہت زیادہ ہو گیا ہے کہ لوگ خدا کے دین کی خدمت بھی اپنی مرضی سے کرنے لگے ہیں۔ دراصل خدا کے دین کی خدمت خدا کے بتائے ہوئے طریقے سے کرنا ہو گی۔ اگر خدا نے اپنے دین کی خدمت کا کوئی طریقہ نہ بتایا ہوتا تو یقیناً ہر آدمی کو اس بات کا حق تھا کہ وہ جس طرح سے چاہے دین کی خدمت کرے، مگر جب اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں ہدایت دے دی ہے تو ہمیں اسی طریقے سے اس کی خدمت کرنی چاہیے۔

حرص و طمع

انسان کی سرشت میں حرص کو رکھا گیا ہے۔ یہ چیز اسے آزمانے کے لیے دی گئی ہے۔ یہ حرص روٹی کپڑے سے لے کر سلطنت کے حصول تک ہو سکتی ہے۔ ایسی صورت میں صبر یہ ہے کہ آپ اپنے اخلاق اور دین کے دائرے سے نکلے بغیر اپنی منزل کو پاؤ۔ اس خواہش میں نہ اپنا وقار داؤ پر لگاؤ اور نہ کسی کی پگڑی پونچھی۔ پوری ہوشیاری اور دیانت داری کے ساتھ اپنی تمنا کے برلانے کی جدوجہد کرو۔ ظلم و ستم اور قتل و غارت اور دوسروں کے مال و دولت کے سہارے ایسا نہ کرو۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

ایک شان دار مومن برحق کی طرح ہر ہر قدم نہایت احتیاط سے اٹھاؤ اور نہایت احتیاط سے رکھو۔ تمھاری نظر اگر سلیمان علیہ السلام کی طرح چیونٹیوں تک جاتی ہو تو ان کا بھی لحاظ کرو۔ ہر وقت انتہائی اقدام پر ہی نظر نہ ہو اگر مسائل کا حل اور فتنوں کا سد باب کسی اور طریقے سے بھی ممکن ہو تو ذوالقرنین کی طرح دیوار بنانے جیسے راستے اختیار کرو۔

اپنی تمناؤں کو بھی حق پرستی سکھاؤ۔ تمنائیں جائز بناؤ۔ ان پر بھی اخلاق و شریعت کے پہرے بٹھاؤ۔ اپنی نظر صرف چند روزہ خواہشات پر نہ رکھو، بلکہ اپنا مطمح نظر جنت کو بناؤ۔ یہاں بڑی سے بڑی نعمت بھی عارضی ہے، اور چھوٹی سے چھوٹی خوشی بھی عارضی۔ اسی طرح بڑی سے بڑی ناکامی بھی عارضی ہے اور چھوٹی سے چھوٹی ناکامی بھی۔ اس لیے یہاں کی ناکامیوں اور کامیابیوں کو اتنی اہمیت نہ دو کہ تم ایمان و راستی کو ترک کر دو یا امید اور خدا شناسی سے محروم ہو جاؤ۔

ترغیبات

اس دنیا کا نظام ایسا بنایا گیا ہے کہ اس میں حق کی ترغیبات بھی رکھ دی گئی ہیں اور باطل کی بھی۔ ہر علاقے اور ملک وقوم میں حق کے داعی بھی مل جائیں گے اور باطل کے بھی۔ تمھیں ہمیشہ داعیان حق کی بات پر لبیک کہنا ہے۔ باطل کے داعی رات کے پردوں میں چھپ کر اور دن کے اجالوں میں بھیس بدل بدل کر تمھاری طرف آئیں گے۔ تمھیں سچی جھوٹی ترغیبات دیں گے تمھارے نفس ان کی دعوت پر لبیک کہنے کے لیے وسوسوں سے متاثر ہوں گے، مگر تمھیں اپنے ضمیر کو زندہ و بیدار رکھنا ہے۔ اس کے فیصلے کو ماننا ہے۔ اس لیے کہ یہ بھی خدا کی ہدایت کے مطابق فیصلے کرتا ہے۔

اس دنیا میں قدم قدم پر آزمایش کے لیے ترغیبات رکھ دی گئیں ہیں۔ زندگی کے سفر میں ہر موڑ پر آپ دوراہے پر کھڑے ہوتے ہیں۔ ایک راہ دنیا کی طرف جاتی ہے اور دوسری آخرت کی طرف۔ ایک دامن پکڑ کر روک رہی ہوتی ہے اور دوسری اپنی کشش سے کھینچ رہی ہوتی ہے۔ 'ایماں مجھے روکے ہے تو کھینچے ہے مجھے کفر' کی کیفیت ہر وقت آپ کے لیے آزمایش کا موقع پیدا کیے رکھتی ہے۔

ان ترغیبات کے جواب میں پھونک پھونک کر قدم رکھنا اور اپنے اخلاق، عمل اور ایمان کو محکم رکھنا ہی صبر ہے۔ کوئی ترغیب آپ کو یوں کھینچ کر حق سے دور نہ لے جائے کہ اس کی خاطر آپ غلط راہوں پر نکل جائیں۔ ترغیبات کی طرف بڑھتے ہوئے صرف یہ خیال رکھیے کہ میرے دین واخلاق اور عقیدے کے لیے درست ہے۔ یہاں صبر کے یہی معنی ہیں کہ ترغیبات کو ضرور لبیک کہیں، نعمتوں اور رزق کے حصول کے لیے ضرور جدوجہد کریں، اور بلند سے بلند مقاصد کے لیے دوڑ لگائیں، مگر جو کچھ بھی کریں وہ اس جگہ سے آپ کو ہلانے نہ پائے کہ آپ اچھے انسان نہ رہیں اور خدا کے بندوں کی صف سے نکل جائیں۔

نعمتوں کی تقسیم

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں آزمایش کے لیے نعمتیں دینے میں فرق رکھا ہے۔ کسی کو امیر بنایا ہے تو کسی کو غریب، کسی کو کم دیا ہے اور کسی کو زیادہ، کسی کو ذہین بنایا ہے مگر وسائل نہیں بخشے، کسی کو سادہ لوح بنایا ہے تو اسے ڈھیروں مال دے دیا ہے، کسی کو حسن بخشا ہے تو کسی کو بدشکلی، کوئی صحت مند ہے تو کوئی معذور و بیمار، کوئی طاقت ور ہے تو کوئی کمزور، کوئی نڈر ہے تو کوئی بزدل، کسی کو احساس کم تری ہے تو کسی کو احساس برتری۔ اس سب کچھ کے خدا کی نظر میں ڈھیروں

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

فائدے اور حکمتیں ہیں۔ کچھ کو ہم سمجھ سکتے ہیں اور کچھ کو نہیں، مگر اس سب کچھ کے ساتھ دراصل ہمیں صابر و شاکر رہنا ہے۔

اگر آپ کو کوئی نعمت ملی ہے تو اس میں آپ کا کوئی کمال نہیں ہے۔ اس پر تکبر و گھمنڈ بے جا ہے اس لیے کہ اللہ نے آپ کو اس لیے یہ سب کچھ دیا ہے کہ وہ آپ کو آزمائے۔ اور اگر آپ کو کوئی نعمت نہیں ملی یا آپ غریب ہیں، اور پوری محنت اور لگن سے کام کرنے کے باوجود خوش حالی نصیب نہیں ہوئی تو اس میں یہ جان رکھیے کہ اللہ نے آپ کو اسی لیے چنا ہے کہ وہ آپ کو غریب رکھ کر آزمائے۔ اس بات کو سمجھانے کے لیے ہم نے ایک چھوٹی سی کتاب اسی موضوع پر لکھی ہے کہ ''ہم پر مشکلیں کیوں آتی ہیں''۔ اس کا مطالعہ یقیناً آپ کو تسلی دے گا اور یہ بات آپ کو سمجھ آئے گی کہ ہم اس دنیا میں مختلف حالات میں کیوں رکھے جاتے ہیں۔

قرآن مجید نے یہ بات سمجھائی ہے کہ فقر و فاقہ اور مقام و مرتبہ میں بڑا چھوٹا ہونا سب آزمایش کے لیے ہے۔ اگر آپ اپنے گھر پر ہی نگاہ ڈالیں تو اس میں غریبی اور امیری کے بغیر بھی چھوٹے اور بڑے کا فرق رکھا گیا ہے۔ باپ اور ماں گھر میں سب سے بڑے ہیں، بیٹے اور بیٹیاں ان سے چھوٹی ہیں، حالانکہ یہاں امیری اور غریبی کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ سب فرق دراصل کسی کو استحقاق اور قابلیت کی بنا پر نہیں، اور نہ اس وجہ سے ہیں کہ کوئی اللہ کا پسندیدہ بندہ ہے یا ناپسندیدہ، بلکہ اس کی وجہ آزمایش ہے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

اس لیے اگر آپ کو نعمتیں ملیں ہیں تو صبر یہ ہے کہ آپ اللہ کے بندے رہیں، اس کا شکر کریں دوسروں کو حقیر نہ سمجھیں۔ اور اگر آپ کو نعمتیں اتنی نہیں ملیں تو مایوس نہ ہوں، اللہ سے ناراض ہو کر اس کو چھوڑ نہ دیں۔ اور نہ ایسے لوگوں کو تلاش کریں کہ جن کے بارے میں آپ کا خیال ہے کہ وہ شاید خدا کا فیصلہ تبدیل کرا کے آپ کو امیر بنا دیں گے۔ کھلے دل کے ساتھ اور دیانت داری سے محنت کریں حلال روزی گھر کما کر لائیں اور وہ جنت کمائیں جس کا فیصلہ آپ کے استحقاق پر ہونا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہاں تو آپ کو بہت مل جائے، مگر جہاں استحقاق کی بنا پر ملنا ہے اور جو آپ کی محنت کے ثمرہ کے طور پر آپ کو حاصل ہونا ہے اس میں آپ پیچھے رہ جائیں۔ اور نہ ایسا ہونا چاہیے کہ آپ کو یہاں کم ملا ہے اور اسی خیال اور شکوہ میں آپ اپنی زندگی کی اس مہلت کو ضائع کر دیں، اور آپ کو وہاں بھی محرومی ہو۔ اور اس میدان میں بھی آپ پیچھے رہ جائیں جہاں آپ کو محنت کا معاوضہ ملنا ہے اور جس پر آپ فخر بھی کر سکیں۔

آپ نے یہ زندگی ایسے گزارنی ہے کہ آپ اس میدان میں کامیاب ہو جائیں جس میں آپ کو آپ کے کیے کا پھل ملے گا۔ اور وہ میدان آخرت کا میدان حشر ہے۔ یہ واضح رہے کہ اس دنیا کا مقابلہ بے معنی ہے۔ اس لیے کہ یہ

دنیا محنت کے اصول پر اصلاً نہیں ملی۔ اس میں اصل چیز آزمایش ہے۔ محنت اپنا رنگ ضرور لاتی ہے، مگر آزمایش کے دائرے سے نکل نہیں سکتی۔ اس میں ضرور وہ پہلو ہوں گے کہ آپ آزمایش میں مبتلا رہیں، خواہ آپ ان کو محسوس کریں یا نہ کریں۔ غربت نہ سہی غریب آپ کے گھر کا دروازہ ضرور کھٹکھٹائے گا۔ وہ بھیک مانگنے آئے گا اور شریعت آپ کو پکارے گی کہ سائل کو اپنے مال میں سے اس کا حق ادا کرو۔ دین پکارے گا کہ اس کی نصرت کرو، ملت مدد کے لیے پکارے گی، کہ اس کو اٹھانے کے لیے آگے بڑھو۔ اگر آپ اس کی پکار پر اٹھ گئے تو آپ کامیاب ٹھہرے۔

اگر آپ غریب ہوں تو ہوسکتا ہے کہ آپ محض اس خیال سے کہ مجھ پر ظلم ہوا ہے۔ آزمایش میں ناکام رہ جائیں۔ یاد رکھیے اگر آپ کو فاقے آئیں، آپ بھوکوں مر جائیں تو یہ بھی آپ پر ظلم نہیں ہے۔ اس لیے کہ یہ آزمایش ہے، اللہ تعالیٰ اپنے علم کی بنا پر آپ پر اسی قدر بوجھ ڈالیں گے جو آپ اٹھا سکیں، اور دوسرے یہ کے ان چند روزہ فاقوں کے عوض ہوسکتا ہے آپ کو ایسی زندگی ملے جس سے آپ کے یہ سارے غم ڈھل جائیں۔ جیسے ایک تکلیف دہ آپریشن کے بعد آپ کو آرام مل جائے۔ اس آپریشن کو کوئی ظلم قرار نہیں دے گا۔

[باقی]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com